www.pklibrary.net

مَن کی مَن میں

www.pklibrary.net

من کی من میں

مادھو کی بیوی کو لوگ کلکارنی پکارتے تھے۔ اگر میں بہت کچھ چوکتا نہیں تو یہ نام کُلتارنی سے ہی بگڑ کر بنا تھا۔ مطلب کُل کی ڈُبونتی ہوئی، نیّا کو پار لگانے والی۔ یہ پیارا دلارا نام نہ صرف کُل کو لاج لگانے والی سے اختلاف ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ اس کا کچھ اور بھی گہرا مطلب ہے۔ جسے مادھو کے سوا کوئی کم ہی جان سکتا ہے۔ عین اس طرح جیسے موسیقی سے فضا میں تموّج کے علاوہ ایک ایسی وجدانی کیفیت پیدا ہوتی ہے جسے کچھ دل ہی سمجھ سکتا ہے۔ اور پھر چوٹ کھایا ہؤا دل! .....

سچ تو یہ ہے کہ یہ نام ہوتے ہی کچھ گورکھ دھندا سے ہیں معلوم نہیں لوگ کیوں بعض وقت جنم کے اندھے کو نین سُکھ اور پُنیٹ گنوار کو ودیا ساگر کہہ دیتے ہیں۔

کئی دفعہ کوئی بھولا بھالا بچہ اچانک اپنی ماں سے سوال کر دیتا ہے کہ میں اس دنیا میں کہاں سے آیا تو ماں گھبرا کر جواب دیتی ہے بیٹا! نرالی پورنما کے روز اندر بھگوان نے بہت سا مینہ برسایا۔ ۱

www.pklibrary.net

وقت بہت سے بچے آکاش سے گرے تھے۔ اُن میں سے ایک تم تھے مجھے بہت من موہنے لگے اور میں نے تمہیں صحن میں سے اُٹھا لیا۔ یا کہتی ہے تمہارا باپ ایک سو بیالیس گھنڈیوں والا جال لیکر رام تلائی یا شاہ بلور کے جوہڑ میں مچھلیاں پکڑنے گیا۔ وہاں نہ مچھلی تھی نہ کچھوا۔ صرف جونکیں تھیں ایک ننھا سا مینڈک عمر و جولاہے کے گھر کے سامنے روئی کے ایک گالے پر آرام سے بیٹھا ہوا برسات کی خوشی میں گا رہا تھا۔ وہ تمہیں تھے۔ تمہارا باپ تمہیں اُٹھا لایا اور ہم نے پال لیا۔ کچھ ایسی ہی بات ہم نے مادھو کے متعلق بھی سنی تھی کہ وہ چکنی مٹی کے ایک ڈھیلے سے بنا تھا ——— ادھری ندیا میں طغیانی آنے پر مٹی کے ایک ڈھیلے نے رام تلائی کے مندر میں ٹھاکر جی کے چرنوں کو چھوا۔ مٹی، پانی اور ہوا تو پہلے ہی سے موجود تھے۔ آکاش اور آگ ملی تو بچہ بن گیا۔ اور یہ سب کچھ ٹھاکر جی کی دیا سے ہوا ——— گلاب گڑھ کے تمام پرائمری پاس یا مڈل فیل آدمی اس بات کو ماننے سے صاف انکار کر دیتے ہیں، بھلا وہ اس بات کا جواب تو دیں کہ سیتا جی کس طرح کھیت میں دبائے ہوئے ایک گھڑے کو ئل کی ٹھوکر لگ جانے سے پیدا ہو گئیں؟ کرن جی کس طرح کنتی جی کے کانوں کی میل سے بن گئے؟ رام چندر جی کے دوسرے بیٹے کش کو کُشا یعنی گھاس سے کیسے بنا لیا گیا؟

www.pklibrary.net

خواہ مادھو مٹی کے ایک ڈھیلے سے بنا تھا۔ پھر بھی اُسے مٹی کا مادھو نہیں کہا جا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک بہت سمجھ دار آدمی تھا۔ اگر گھر کے آدمی اُسے مٹی کا مادھو سمجھتے تھے تو سمجھا کرتے گھر میں جوگی کس کو بھایا۔ . . . گھر والوں کو تو وجہ شکایت یہی تھی نا کہ مادھو گھر کا کام کاج کرنے کی بجائے دوسروں کا کام کر کے زیادہ خوش ہوتا تھا۔ اور حقیقت میں اس بات سے مادھو کی تعریف ہی کا پہلو نکلتا ہے۔

ہاں! کچھ مادھو کی صورت کے متعلق، قد کا گٹھیلا تھا اور جسم کا اکہرا عمر یہی کوئی چالیس پینتالیس کے لگ بھگ ہو گی۔ چہرے پر کے چیچک کے داغ گورے رنگ سے گھی کھچڑی ہو رہے تھے۔ کلکارنی کی کی آنکھیں تو رسیلی تھیں ہی۔ مگر مادھو کی زیادہ دور تک مار کرتی تھیں قدرے باہر کو ابھری ہوئی تھیں . . . . . اتنی ابھری ہوئی کہ سوتے میں درفتہ کی طرح ہمیشہ نیم باز رہتیں۔ گلاب گڑھ کے پرائمری سکول کے منشی بھائی گریب داس جو کبھی کبھی شہر میں جا کر ایک آدھ ردی سی فلم کے نظارے سے مستفیض ہوا کرتے تھے۔ مادھو کی آنکھوں کو 'پیا ملن کی آس' مارکہ آنکھیں کہا کرتے تھے۔ اور اُنکے ہونہار شاگرد اپنے اُستاد کے ارشاد پر تضمین کرتے۔ یا بالکل تجدید کرتے ہوئے مادھو کو 'چمگادڑ نینا' کہتے تھے

www.pklibrary.net

کلکارنی زندگی کے روشن پہلو اور مادھو تاریک پہلو کو دیکھنے کا عادی تھا۔ دونوں میں ایک دلچسپ مگر خطرناک فطری تضاد تھا۔ اس وجہ سے اکثر اُن کی آپس میں ایک آدھ جھپٹ ہو جایا کرتی۔ مادھو کی قنوطیت اس درجہ نمایاں تھی کہ جو کوئی اُسے بازار میں ملتا تو بجائے جے رام جی کی یا صاحب سلامت کے کہتا۔

"کہو بھئی مادھو ——— من کی من میں رہی؟"

فنا کا نمائندہ اور قنوطیت کا علمبردار فی الفور ایک گہرا ٹھنڈا سانس لیتا اور کہتا۔

"ہاں . . . . بھائی ——— من کی من ہی میں رہی!"

اور اس قسم کا طریقۂ تخاطب کلکارنی کو سر سے پاؤں تک جلا دیتا۔ کیا کرتی وہ؟ گلاب گڑھ کے لوگ تو اُس کی شادی سے پہلے ہی مادھو کو اس کی یاس پسندی کی وجہ سے یوں مخاطب کرنے کے عادی تھے اُنہیں روکنا اُس پودے کو موڑنے کے برابر تھا۔ جو ایک خاصا تن آور درخت بن چکا ہو۔ بہرحال وہ بہت ہی جھلاتی اور جو کوئی مادھو کو یوں مخاطب کرتا۔ اگلے روز اُس کی بیوی، ماں یا بہن سے کلکارنی کی لڑائی ہوتی اور کلکارنی جواب طلب کرتی: "آخر اس من کی من میں رہی کا مطلب کیا؟"

www.pklibrary.net

مادھو کلکارنی کے اس احتجاج پر بہت خوش ہوتا۔ دفلی بجاتا اور کہتا۔

"میری زندگی کلکارنی کو کتنی پیاری ہے۔ کسی کو من کی من میں رہی کہنے ہی نہیں دیتی۔ حالانکہ نہ اُسے ہنسلی بنوا کر دی ہے۔ اور نہ پازیب۔۔۔۔ ارے تین مہینے سے تو پیٹ رہی ہے۔"

ایک دن میں نے مادھو کو یک بیک فلسفی بنتے دیکھا۔ منشی گریبداس کے سامنے وہ عورت کی محبت و مروّت کو سراہ رہا تھا ـــــ کنگرو کی قلابچ سے زیادہ عجیب، اجڈ اور دیہاتی انداز میں۔۔۔۔ اور کون نہیں بھانپ سکتا تھا کہ اس کا اشارہ کلکارنی کی طرف ہے۔ اُس کے لفظ تھے۔

"بھائی گریب داس۔۔۔۔۔ اگر دنیا عورت کی بجائے آدمی کے پیٹ سے پیدا ہونے لگے تو دیا پریم اور نرمی کا نام ہی نہ رہے۔ عورت آدمی کو اپنی کوکھ سے جنم دے کر اس کے اکھڑپن کو دور کر دیتی ہے۔"

کتنا حقیقت سے لبریز تھا مادھو کا عملی فلسفہ۔ ایسی لاکھوں کی ایک سُنکر بھی جو مادھو کو مٹی کا مادھو کہے۔ کیا وہ خود مٹی کا مادھو نہیں ہے؟"

www.pklibrary.net

(۲)

بُرج والے کنوئیں کی بیڑ، جھرکل، ڈھول یا لٹھ ٹوٹتی ٹوٹ جائیگی مگر مادھو اُس کی طرف متوجہ نہ ہوگا۔ بیلوں کی جوڑی سے زیادہ سے زیادہ کام لے کر اور کم سے کم چارہ ڈال کر اس کے مزارعے دو دو سو کے بیلوں کی جوگ کو ایسی ناکارہ بنا دیں گے۔ کہ گلوشاہ کے بھرے میلہ میں اُن کی قیمت پچاس پچاس روپے سے کوڑی نہ بڑھے گی۔ گھر میں کسی خوشی غمی کے موقع پر مادھو سے کسی قسم کی توقع بے کار ہوگی مگر وہ دوسروں کی مدد کے لئے کتنی جلدی لنگر لنگوٹا کسے گا .... گلاب گڑھ میں ایک بیوہ امبو رہتی تھی۔ رُلیا، اُس کے خاوند کو مرے سات سال کے قریب ہوئے تھے۔ اُسی روز سے بے چاری اپنی عزت کو سنبھالے بیٹھی تھی۔ اگر اُسے سماج کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو بے چاری کبھی کی تباہ و برباد ہو چکی ہوتی۔ مادھو کو اس کی مدد کرتا دیکھ کر لوگ کئی طرح کے بہتان تراشتے۔ طرح طرح کی باتیں بنا کر معصوم مادھو اور بدنصیب بیوہ کو بدنام کرتے۔ سماج میں اتنی دیا کہاں کہ جس چیز کو وہ خود دینے سے ہچکچاتی ہے۔ اپنے کسی فرد کو دیتا دیکھے۔ امبو کی مدد پر لوگوں کی مخالفت نے دونوں کی زندگی اجیرن کر دی تھی۔ اور اس مخالفت

www.pklibrary.net

میں کلکارنی سب کی پیشوائی کرتی تھی۔

اگر یہ سچ ہے کہ کسی غیر مرد کا یوں بیوہ کی مدد کرنا پاپ ہے تو اسی طرح یہ بھی سچ ہے کہ سماج کے دائرہ میں رکھ کر ایسی شکستہ حال بیوہ کے رہے سہے گوشت و پوست کو نوچ نوچ کر کھانا کوئی پاپ نہیں!

ایک دن مادھو کہیں باہر سے آیا۔ وہ چہرے سے کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا دکھائی دیتا تھا۔

"مجھے بیس روپے دو گی ——— کارنی؟" مادھو نے گاڑھے کی چادر کو شانے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"کیا کرو گے اتنے روپوں کو؟"

مادھو کو اسی سوال کی توقع تھی۔ کارنی کو اس بات کا وہم رہتا تھا کہ مادھو اپنی پُرسخاوت طبیعت کی وجہ سے جا و بے جا روپیہ خرچ کرتا رہتا ہے۔ اور اس کا عقیدہ تھا کہ جو آپ کھایا سو کھایا جو کھلایا سو گنوایا وہ روپیہ جمع بھی کرتی تو اس لئے کہ زندگی میں کبھی کام آئے گا۔ گویا وہ ہمیشہ جیتی ہی رہے گی ——— اتنی لمبی آس ——— اور شرادھ میں گئے گذروں کے نام پر وہ بہت سا روپیہ دان بھی کرتی مگر اس قسم کے دان سے مادھو متفق نہیں تھا۔

"کیا کرو گے اِن روپوں کو؟" اس سوال کا جواب مادھو نے

www.pklibrary.net

پہلے ہی سے اپنے ذہن میں تراش رکھا تھا۔ فوراً بولا۔

"چند دن ہی ہوئے تو خود ہی ہنسلی اور پازیب کے لئے کہہ رہی تھی . . . میں باہر جا رہا ہوں۔ بنوا لاؤں گا۔"

کلکارنی اچھل پڑی۔ بھلا ہنسلی اور پازیب کیلئے کون بیس روپے نہ دے گا۔ وہ فوراً گندم کے ڈھیر میں چھپائی ہوئی بانسلی اٹھا لائی۔ اور بیس روپے کے پیسے مادھو کی کمر میں بندھوا دیئے اور بولی۔

"سنو، کل سگرانت ہے . . . مکر سگرانت، تمہارے بہو بیٹے کا پہلا تیوہار ہوگا۔ ہو سکے تو سنار کے پاس ہی بیٹھ کر ہنسلی ڈھلوا لینا نہیں تو اس کے عوض کوئی اور ہی لے آنا . . . . پل کی پل پہن لونگی۔ جلدی آنا میں نے تیوہار منانے کا بندوبست کر لیا ہے۔"

مادھو نے کمر میں بندھی ہوئی بانسلی پر ایک چست سی صدری ڈالی اور چل دیا۔

سگرانت بھی آگئی۔ اس دن سورج دہن راسی سے نکل کر مکر راسی میں داخل ہوتا ہے۔ اس لئے اسے مکر سگرانت کہتے ہیں۔ سگرانت کی دیوی نے سوائے مادھو کے پاپ کے گلاب گڑھ تو کیا تمام دنیا میں سے پاپ کی بیخ کنی کے لئے اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو پھیلا اور ترشول تان کر دنیا کا سفر کرنا شروع کر دیا تھا۔ سبھی دھجی عورتیں تل

www.pklibrary.net

گڑ، بیر، امرود اور گنڈیریاں بانٹ رہی تھیں۔ پریم کے اس تبادلے کو اُبٹی بھرن کہتے ہیں اُبٹی، بھرن کرتے ہوئے وہ غیر ارادی طور پر ہماری زندگی میں ایک روح پھونک دینے والا پیغام دے رہی تھیں۔ دراز سے دراز اور سیاہ سے سیاہ زبان رکھنے والی عورت بھی اپنے چہرے کو ایک عارضی مسکراہٹ سے مزین کرتے ہوئے کہہ رہی تھی "میٹھا میٹھا کھاؤ اور میٹھا میٹھا بولو۔"

چونکہ مادھو کے بہو بیٹے کا پہلا تیوہار تھا۔ دونوں کو صحن کے وسط میں ایک دھوتی اور ایک لنگوٹی بندھوا کر بٹھا دیا گیا جسم پر تیل اور دہی ملا گیا۔ اس کے بعد بہو کی بہن نے بہو کو اور دولہا کی بہن نے دولہا کو سہیلے گاتے ہوئے نہلایا۔ پھر انہیں خوبصورت کپڑے پہنائے گئے۔ صحن کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے آدمیوں نے چند پرانے سے ناقوس اور نفیریاں بجائیں۔ دف پر چوٹ پڑی، کلکارنی نے سیندور، مصری اور ناریل بانٹا۔ اُس وقت مادھو کا بدھائی لینے کے لئے وہاں ہونا لازمی تھا۔ مگر وہ کہیں دکھائی نہ دیتا تھا۔ کلکارنی کو تو اپنی ہنسلی اور پازیب کی پڑی تھی۔ وہ رہ رہ کر مادھو کو کوستی اور اپنے گلے اور ایڑیوں کو ساڑھی کے پلوؤں سے چھپاتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کلکارنی جان گئی کہ سنار نے ہنسلی بناتے ہوئے دیر لگا دی ہوگی۔

www.pklibrary.net

کبھی کبھی اُسے خیال آتا۔ شاید مادھو میری زیادتیوں کی وجہ سے مجھ سے روٹھ گیا ہو۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مکر سنگرانت کے دن روٹھے منائے جاتے ہیں۔ مگر سیدھا سادا مادھو اتنے چھل بل کہاں جان سکتا تھا ــــــ سنار کے پاس آدمی دوڑایا گیا تو پتہ چلا کہ مادھو وہاں پہنچا ہی نہیں۔

مادھو کی ڈھنڈیا پٹی۔ کوئی بچہ تھوڑے ہی تھا کہ راستہ بھول جاتا کلکارنی کی تشویش بڑھی۔ اُس نے چاروں طرف آدمی بھیجے۔ اس بات میں شک نہیں کہ مادھو نے گھر کلی طور پر کلکارنی سی ہوشیار عورت کو سونپ رکھا تھا۔ مگر اتنا بے مہر نہیں تھا کہ اپنے بہو بیٹے کے پہلے تیوہار کے شگن منانے سے احتراز کرتا۔

شام تک نہ مادھو پہنچا اور نہ کلکارنی کی ہنسلی اور پازیب۔ کلکارنی کا غصہ اور فکر دونوں سُرعت سے بڑھنے لگے۔

جب شام کو دیوں کو دیا سلائی دکھائی گئی تو عورتیں سب کی سب ایک ایک کر کے رخصت ہو گئیں۔ پہلے شور و غوغا سے آشنا کان برابر کی خاموشی کو پا کر شائیں شائیں کرنے لگے۔ اس وقت کلکارنی کے کانوں میں ایک دھیمی سی آواز آئی۔ اس کا پڑوسی بنجارہ کہہ رہا تھا۔۔۔۔

"کہو بھائی۔۔۔۔ مادھو! من کی من میں رہی؟"

جواب میں ایک مردہ سی آواز آئی۔ "ہاں بھائی! من کی من ہی میں رہی!"

www.pklibrary.net

اب تک تو کلکارنی کا فکر اُس کے غصہ پر غالب تھا۔ اب مادھو کو بے آنچ پہنچتے اور پھر برس کے برس، دن من کی من ہی میں رہی کے الفاظ کہتے سن کر اس کا غصہ فکر پر غالب آگیا۔ وہ سر سے پاؤں تک راکھ ہی تو ہوگئی بجلی کی مانند لپکی صحن میں آئی۔ ڈیوڑھی میں پہنچکر دروازے کی زنجیر اندر سے چڑھا دی۔ ننگی ایڑیوں کو دیکھ کر اس کا غصہ اور بھی چمک اٹھا۔ اس اثنا میں مادھو دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا اور سردی سے کانپ رہا تھا۔ پوہ ماگھ کی سردی جگر تک پہنچتی ہے۔ کانپتے ہوئے مادھو نے کلکارنی سے دروازہ کھولنے کے لئے منت کی۔

اندر سے آواز آئی "جاؤ ——— باہر ہی رہو۔ اب تمہاری ضرورت ہی کیا ہے؟ جدھر منہ اُٹھائے ہو اُدھر چلے جاؤ ——— اُتر ہے تو اتر کو دکھن ہے تو دکھن کو۔ . . . . گھر کیا ہے سنسی کھیل بنا رکھا ہے بڑی سونٹھ کی جڑھ تلاش کرنے گئے تھے۔ . . . یہ بھی نہیں سوجھتی گھر میں خوشی ہے . . . . . پرمیشر نے چاہا تو یہ من کی من میں ہی رہے گی . . . . واویلا کیوں کرتے ہو؟"

مادھو کچھ دیر کے لئے ٹھٹک گیا۔ پھر بولا "دروازہ تو کھولو ——— کارنی، دیکھو سردی کے مارے اکڑ رہا ہوں۔ تمہاری ہنسلی اور پازیب ہی تو بنوانے گیا تھا۔"

www.pklibrary.net

"میں جانتی ہوں۔ تمہاری تو پرچھائیں تک سُنار کے پاس نہیں پھٹکی ... سچ سچ کہو کیا تم اُس میری سوت کے پاس نہیں گئے تھے۔؟"

"کون سوت؟"

"امبو ——— اور میری سوت کون ہوگی؟"

حقیقت میں مادھو اسی کے پاس گیا تھا۔ کلکارنی کے سامنے اس بات سے انکار کرنے کی اُسے جرأت نہ پڑی۔ اور وہ انکار کرتا بھی کیوں؟ بولا ———

"ٹھیک ہے کارنی ——— امبو بہن نے کہلا بھیجا تھا۔ ساہوکار نے ایک ایک روپے کے دو دو اور دو دو کے تین تین بنالئے ہیں ... اور میں نے بیس روپے تم سے دراصل اسی لئے مانگے تھے۔ تمہاری ہنسلی میں اپنے پیسوں سے بنوادوں گا۔ جو ڈاک گھر میں جمع ہیں۔ فکر نہ کرو۔ دروازہ تو کھولو۔"

مادھو کو کوئی جواب نہ ملا۔ کلکارنی کے بڑبڑانے کی آواز آئی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"برس دن بعد ایک آدھ دن خوشی کا آتا ہے ..... اُس میں بھی دُکھ ہی ملتا ہے ..... بہو بیٹے کا تہوار روز روز آئیگا نا ..... سہیلے روز روز گائے جائیں گے نا ..... ایسے موقع پر خوشی کو دبا کر کون وِق مول لے ..... یہ ہیں کہ ....."

www.pklibrary.net

مادھو نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا۔

"کسی بہن بھائی کو دکھی دیکھ کر مجھ سے تو مدن اور رتی کے سہیلے نہ گائے جاتے ہیں نہ گائے جائیں گے!"

کلکارنی نے دروازہ نہ کھولا . . . .

مگر اُسے نیند کہاں آتی تھی۔ ایک ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد اُس نے آہستہ سے کواڑ کھولے تو دیکھا۔ اس کا مجازی خدا دروازہ کی چوکھٹ پر سر ٹیک کر اونگھ گیا تھا۔ اس کے گھٹنے چھاتی سے لگ رہے تھے۔ کلکارنی کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ شرمندگی کے ایک گہرے احساس سے اُس نے مادھو کا شانہ ہلایا۔ بولی۔

"میں کہتی ہوں . . . ."

"....."

"جی میں کہتی ہوں . . . . چلوگے؟ اندر . . . ."

مادھو نے آنکھیں ملتے ہوئے سر اُٹھایا۔ اور بولا "ہاں . . . چلونگا"

مادھو اندھیرے میں اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگا۔ سردی میں ہاتھ سُن ہو رہے تھے۔ یوں گمان ہوتا تھا۔ جیسے وہ اُسکے اپنے نہیں ہیں۔ کلکارنی نے جلدی سے انگیٹھی جلائی۔ مادھو کے اکڑے ہوئے جسم کو گرم کیا اور اُس کے پاؤں پر سر رکھ کر دیر تک روتی رہی —— اور یہ رونا دھونا

www.pklibrary.net

کاہے کا . . . . مادھو کو تو ذرا بھی غصہ نہیں تھا!

نصف شب کے قریب مادھو کو چھاتی میں کچھ درد محسوس ہوا۔ باقی رات وہ چھاتی کو دباتا اور کراہتا رہا۔ کلکارنی نے گھی گرم کر کے جائفل کوٹ کر مالش بھی کی۔ مگر مادھو کا دُکھ بڑھتا گیا۔

صبح ہوتے ہوتے اُس کی تکلیف بہت ہی بڑھ گئی۔ دور نزدیک سے سیانے لائے گئے۔ مادھو کو نمونیا ہو گیا تھا۔ اُس کے دونوں پھیپھڑے شل ہو گئے تھے۔ سانس مشکل سے آتی تھی۔ کارنی کہتی تھی کہ نمونیا وغیرہ کچھ نہیں۔ امبو بہت گنڈے تعویذ جانتی ہے۔ اس نے کچھ نہ کچھ دیدیا ہوگا۔ اگر وہ گذشتہ شب کے واقعہ کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اپنا قصور مان لیتی تو وہ دیوی سے کم کیا ہوتی۔ مگر وہ تو محض ایک عورت تھی!

ایک پہر بعد مادھو کو کچھ افاقہ ہوا۔ اُس نے کارنی کو بلایا اور بولا۔

"میں نے سُنا ہے . . . . . کہ تم نے امبو کو اندر تک نہ آنے دیا۔ صبح جب وہ میری خبر لینے کے لئے آئی تھی . . . . کیوں؟"

"نہ جانے کیوں۔"

"تم جانتی ہو میں امبو بہن سے بہت پیار کرتا ہوں . . ."

"ہاں . . . . مگر میں جگ ہنسائی نہیں چاہتی۔ تمام دنیا میرے پیچھے کتے لگائے گی . . . جانتے بھی ہو دنیا کو؟ . . ."

www.pklibrary.net

"جانے دو دنیا کو" مادھو نے بائیں پھیپھڑے میں درد کی ایک ٹیس محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "اب جبکہ میں مر رہا ہوں۔ مجھے دنیا کی پرواہی کیا ہے۔۔۔۔ میرے پاس تو اتنے بول بھی نہیں کہ میں امبو بہن اور اس کے ساتھ اپنے رشتہ کی پاکیزگی کا دعوے کر سکوں۔۔۔۔ ہائے۔۔۔۔۔ تم اپنے مرتے ہوئے پتی کو بچن دو کہ تم اپنی زندگی میں اُس غریب کی ایسے ہی خبرداری کرتی رہو گی۔۔۔۔ اُسے اپنے پاس بلا لو گی۔۔۔ کہو تو۔۔۔"

"میری خبر گیری کون کرے گا؟۔۔۔۔ تمہارے دشمنوں کو۔۔۔۔" کلکارنی زار و قطار روتے ہوئے بولی۔

مادھو نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی۔

مادھو دنیا کو چھوڑ رہا تھا۔ مگر کارنی دُنیا سے چمٹی ہوئی تھی۔ اُس نے تو مادھو کو خالی تسکین دینے کے لئے بھی اثبات میں سر نہ ہلایا۔ وہ بالکل اُس آدمی کی طرح تڑپتا رہا۔ جس کے دل میں بہت سی خواہشیں ہوں۔ مگر موت اُس کا گلا آدبائے۔۔۔۔ کچھ دیر بعد مادھو کا درد ہمیشہ کے لئے مٹ گیا۔

مرنے کے بعد مرحوم کی جو آخری باتیں نمایاں طور پر یاد آتی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ تھی "کسی بھائی بہن کو دکھی دیکھ کر مجھ سے مدن اور رتی کے سہیلے نہ گائے جاتے ہیں۔ نہ گائے جائیں گے!"

www.pklibrary.net

(۳)

ہمارے ملک میں تہوار تہوار ہی تو ہیں۔ اور ہیں کیا؟ کاش یہاں کوئی تہوار نہ ہوتا۔ رانڈیں اور یتیم تو رونے سے بچ جاتے۔ پھر ایک بار مکر سگرانت آگئی۔ پھر سورج دھن راسی سے مکر راسی میں داخل ہوا۔ سگرانت کی دیوی نے سماج کے کلنک یعنی امبو کے پاپ کے سوا تمام دنیا میں سے پاپ کی بیخ کنی کے لئے اپنی بڑی بڑی ڈراؤنی آنکھوں کو پھیلا اور ترشول تان کر دنیا کا سفر کرنا شروع کر دیا تھا۔ اوٹی بھرن کرتے ہوئے دراز سے دراز اور سیاہ سے سیاہ زبان رکھنے والی عورت بھی اپنے چہرے کو ایک عارضی مسکراہٹ سے مزین کرتی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"میٹھا میٹھا کھاؤ اور میٹھا میٹھا بولو۔"

پھر موقع آیا کہ برسوں کے روٹھے ہوئے منائے جائیں۔ امبو سے تو گاؤں کا ہر ایک بچہ بوڑھا روٹھ گیا تھا۔ وہ کس کس کو مناتی۔ ایک رُلیا اور مادھو کے روٹھ جانے سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ اُس سے روٹھ گیا تھا۔ ہائے! رُلیا اور مادھو ایسے روٹھنے والے کوئی ماننے کے لئے تھوڑے ہی روٹھے تھے۔!

امبو کے گھر میں کانسی کے چمکتے ہوئے برتن بالکل سونے کے بنے

www.pklibrary.net

ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ جھونپڑی میں لیپ پوت یوں کیا گیا تھا جیسے امبو کے گھر میں کوئی آنے والا ہو۔ کبھی کبھی وہ آنکھ اُٹھا کر باہر دیکھ لیتی۔ کیا عجب جو کہیں گھومتا پھرتا رُلیا ہی آجائے۔ نہیں تو مادھو کی صورت ہی دکھائی دے جائے۔

مادھو کے بیٹے میں امبو کو مادھو بھائی کی ہی روح نظر آتی تھی۔ اگرچہ وہ جانتی تھی کہ گاؤں کے لوگ عام طور پر اور کلکارنی اور اس کی بہو بیٹا خاص طور پر اُس کی شکل دیکھنے سے بیزار ہیں۔ کیونکہ اُسی نے تو مادھو کو کوئی جنتر منتر دے دیا تھا۔ پھر بھی اُس نے ایک کانسی کی تھالی میں کچھ گاجریں، مٹر، امرود، بیر اور گنڈیریاں وغیرہ رکھیں۔ تاکہ مادھو کی بہو کو دے آئے۔ اپنی پھٹی ہوئی ساڑھی کے ایک پلو سے اُس نے تھالی کو ڈھانپا اور مادھو کے گھر چلی۔

امبو کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ وہ دہلیز کے اندر قدم رکھے۔ ایک برس پہلے لوگوں کی مخالفت کے باوجود اس کی اس گھر میں پوچھ ہوتی تھی آج وہ اِس گھر میں کون تھی۔ ایک عورت نے اُسے اندر آتے ہوئے دیکھ کر کہا

"لو بہن ——— وہ رہی تمہاری سوت۔"

کلکارنی اُسے دیکھ کر جل بھن گئی۔ آہستہ سے بولی "مرتی بھی نہیں کمبخت . . . . مرے تو میں آٹے میں لوبان اور گھی ریندھوں . . . . دودھ

www.pklibrary.net

کا کٹورا پیوں . . . . گنگا نہاؤں۔ نہ جانے کیا کیا کروں۔"

جب امبو بالکل نزدیک آگئی تو کلکارنی اپنے چہرے کو ایک عارضی مسکراہٹ سے مزین کرتی ہوئی بولی۔

"آؤ بہن! . . . میٹھا میٹھا کھاؤ اور میٹھا میٹھا بولو!"

امبو نے اُن دونوں کی باتیں تھوڑی بہت سن لی تھیں۔ سوت کا لفظ کان میں پڑتے ہی اُس کا تمام جسم کانپنے لگا۔ بے ساختہ اُسکی زبان سے نکلا "بھیّا کہاں ہیں؟"

دوسری عورتیں مسکرانے لگیں۔

پچھلے سال ٹھیک اسی دن مادھو اس سے آخری بار ملنے گیا تھا۔ اس بات کو یاد کرتے ہوئے امبو کا دل مسلا گیا۔ کلکارنی ایک کونے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اُسے بھی پچھلی سگرانت یاد آگئی۔ ٹھیک اسی دن امبو نے مادھو کا کلیجہ نکال لیا تھا۔ مگر وہ اس سگرانت کی رات کا واقعہ بالکل بھول گئی تھی۔ صرف اُسے مادھو کے وہ الفاظ یاد تھے "کسی بہن بھائی کو دکھی دیکھ کر مجھ سے مدن اور رتی کے سہیلے نہ گائے جاتے ہیں نہ گائے جائیں گے۔"

تمام عورتیں ہنسی کھیلتی رہیں۔ پھر اوٹی بھرن کیا گیا۔ سہاگنوں نے ایک دوسری کی مانگ میں سیندور لگایا۔ جب کلکارنی کی بہو کی مانگ میں پڑوس کی ایک دلہن نے سیندور لگایا تو امبو وہیں کھڑی رہی۔

www.pklibrary.net

سہاگن کے پاس بیوہ کھڑی رہے۔ رام رام! . . . کارنی نے امبو کو بازو سے پکڑا اور دھکا دے کر برآمدے سے باہر کر دیا۔ بولی۔

"دیکھتی نہیں کیا ہو رہا ہے . . . ؟"

امبو نے چاروں طرف دیکھا۔ کہ کوئی اس کی طرف تو نہیں دیکھ رہا مگر سب کی نظریں اُسی کی طرف تھیں۔ امبو نے منہ چھپا کر رونا چاہا۔ مگر وہ رو بھی تو نہ سکتی تھی۔ برس کا برس دن اور رونا! کارنی جان ہی تو نکال لے گی! مگر رونا برس کے برس روز اور عام دن میں کوئی بھی تمیز نہیں کرتا۔ وہ آپ ہی آپ آجاتا ہے۔ بلکہ یتیم اور بیوہ کو رونا برس کے برس دن ہی تو آتا ہے۔ اسی دن مرے ہوئے بالکل نزدیک آجاتے ہیں۔ ساتھ ہی اُٹھتے ہیں ـــــ ساتھ ہی بیٹھتے ہیں ہنسو تو ہنستے ہیں۔ رو تو روتے ہیں۔ اور گلے مِل مِل کر روتے ہیں۔ کوئی انہیں دیکھتا ہے کوئی نہیں دیکھتا!

پڑوس کی بنجارن امبو کے پاس سے گذری اور محض امبو کو ستانے کی غرض سے گنگنانے لگی ـــــ "پتی برتا کا ایک ہے وبھچارن کے دوئے!"

ـــــ اور پھر سگرانت کے شور و غوغا میں شامل ہوتے ہوئے بولی . . "میٹھا میٹھا کھاؤ اور میٹھا میٹھا بولو!"

امبو کو زمین میں جگہ نہیں ملتی تھی کہ اس میں سما جائے۔ اس گومگو

www.pklibrary.net

کی حالت میں کلکارنی نے اُسے دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ وہ محض دنیا سے چمٹی ہوئی تھی۔ اور مادھو کے آخری الفاظ کا اُسے کوئی خیال نہ تھا

اگلی صبح لوگ کہہ رہے تھے۔ "نہ جانے امبو کہاں چلی گئی۔"

سماج کے ماتھے پر سے اس کلنک کو کلکارنی نے ہی تو دھویا تھا لوگ اُس سے خوش تھے۔ اور جب وہ بہت خوش ہو کر عقیدت سے کہتے۔ "بھئی کلکارنی نے اپنے نام کی لاج رکھ لی۔" تو سوکھا سا منہ بنا کر بھائی گریب داس ایک ٹھنڈا سانس لیتا اور کہتا۔

"——— آہ! مگر غریب مادھو کے من کی من ہی میں رہی!"